دعا فرمائی، آپ کبھی نماز میں ہوتے اور دفعۃً کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے تاکہ اس کی ماں فتنہ میں نہ پڑ جائے آپ کی شفقت مسلمان ہی بچوں پر صرف نہ تھی بلکہ مشرکوں کے بچوں کو بھی پیار کرتے تھے غلاموں کے متعلق آپ ہمیشہ یہ کہا کرتے یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ ان کے معاملہ میں انصاف کرو حتیٰ کہ مرض الموت میں سب سے آخری وصیت یہی فرمائی کہ "غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو" پس مسلمانوں اس اسوۂ نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا اور دین دونوں کو سنوارو کہ اسی میں بڑی فلاح اور دائمی نجات ہے

آنحضورؐ کی رسالۃ عامہ

(مولوی سعد یمانی صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات! بعثت محمدیہ کو جن امور کی وجہ سے دیگر بعثتوں سے امتیاز حاصل ہے منجملہ ان امور کے ایک امر یہ ہے کہ یہ بعثت عامہ ہے دوسری بعثتوں کی طرح خاص قوم اور محدود زمانہ میں منحصر نہیں۔ آپ کی بعثت سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے کسی نے اپنی بعثت کے عموم کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنے قول و فعل سے اسی بات کا ثبوت دیا کہ وہ خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ میں مثال کے طور پر دو ایک واقعہ بیان کر کے اصل مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

کتاب استثنار (موسیٰ کی پانچویں اور آخری کتاب) میں ہے موسیٰ نے ہمکو ایک شریعت فرمائی جو کہ یعقوب کی جماعت کی میراث ہے۔ باب ۳۳ درس ۴ اس فقرہ نے شریعت تورات کا خاص اسرائیلیوں کیلئے ہونا ظاہر کر دیا۔ انجیل متی کا مطالعہ کیجئے جس میں ایک کنعانی عورت کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت مسیحؑ کے پاس اسلئے آتی ہے تاکہ حضور اپنی معجزانہ طاقت سے اس کی بیمار بیٹی کو چنگا کر دیں چونکہ وہ غیر اسرائیلی تھی اس لئے جواب ملتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا وہ سجدے میں گرتی ہوئی کہتی ہے اے خداوند میری مدد کیجئے آپ فرماتے ہیں مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کیطرف پھینک دیں۔ تعجب کی بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے تو اپنے دست کرم سے ایک غیر اسرائیلی بڑھیا کی مدد کرنے سے بھی انکار کر دیا لیکن ان کی جھوٹی اتباع کے دم بھرنے والوں نے اس کی مسخ شدہ صورت کو لیکر دنیا کی نجات کا ٹھیکہ لے لیا۔ مسیح نے تو جب اپنے بارہ شاگردوں کو تبلیغ کی غرض سے بھیجا تو کہدیا کہ خبردار! غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا لیکن موجودہ مسیحیوں نے اس کی بے روح قالب کو کندھے پر ڈالکر ساری دنیا کا سفر کرنا شروع کر دیا رحمۃ للعالمین کے ظہور سے پہلے جب اوس اور خزرج کیساتھ ان کی لڑائی تھی۔ جب کبھی لڑائی میں انھیں شکست دکھائی دیتی تھی تو "نبی منتظر یہ" خاتم الانبیاء (روحی فداہ) کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور دشمن پر فتح و غلبہ چاہتے تھے

اور یہ پاک کلمہ زبان پر لاتے ہی فوراً ان کو فتح ہو جاتی تھی۔ لیکن جب وہ رحمت بنکر دنیا میں سایہ افگن ہوا تو یہ یہودی لوگ کافر ہو گئے جس کا بیان اللہ رب العزۃ نے اس آیہ میں کیا ہے ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ یعنی جب ان کے پاس اللہ کی کتاب آئی جو ان کی اس کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے سامنے ہے۔ اور باوجود اس بات کے کہ وہ پہلے کافروں کے مقابلے میں اس کے ذریعہ سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ اب جان پہچانکر بھی کفر کرتے ہیں پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

ایک دفعہ بشر بن برار۔ داؤد بن سلمۃ۔ معاذ بن جبل نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم یہود تم تو پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دشمن پر فتح چاہا کرتے تھے اب پھر کیا وجہ ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔ تم ہم سے ہمارے مشرک ہونے کی حالت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف اور جو حلیہ مبارک بیان کرتے تھے۔ ذرا انصاف سے دیکھو بعینہ وہی حلیہ اور حالت موجود ہے یہ سنکر سلام بن مشکم یہودی نے کھسیانے ہو کر جواب دیا کہ یہ وہ نہیں ہے جن کا ہم ذکر کرتے تھے۔

یعنی زبان حال سے تو اقرار کر لیا کہ ہاں وہی نبی مبشر یہ ہے مگر حسد کی وجہ سے انکار کر دیا ان کے زعم باطل کیمطابق نبوت تو ان کے آباء واجداد کی میراث تھی نہیں ورنہ جیسے آج کل اسلام کے لباس میں کفر چھپا کر بعض بدبختوں نے کاذبین کے دفتر میں اپنا نام درج کرا دیا اسی طرح وہ بھی اپنے میں سے کسی کو اس منصب پر کھڑا کر دیتے۔ اسی لئے انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ اس بشارت ہی کی تحریف کر دی جائے۔ ہاں بعض حضرات نے ایسا بھی کہا کہ یہ بشارت تو ٹھیک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی مبشر بہ بھی ہیں مگر آپ کی بعثت عرب کیلئے مخصوص ہے اور اس کے قائل ہونیکی وجہ ان کی وہ دائمی مہلک بیماری ہے جسے قرآن نے یومنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض سے تعبیر کیا ہے۔ اسی مہلک مرض کی وجہ سے رسالت عامہ کی آیات کی طرف نظر ہی نہ ڈال سکے۔ اور دوسری آیات کا غلط مطلب سمجھنے لگے۔ جسکو لیکر دوسرے باطل پرستوں نے بھی آسمان پر دھول پھینکنے کی ناکام کوشش کی۔ منجملہ ان آیتوں کے جسکو وہ لوگ استدلال میں پیش کرتے ہیں ایک آیت یہ ہے وکذالک اوحینا الیک قرآنا عربیا لتنذر ام القری ومن حولھا یعنی اسی طرح ہم نے تمہاری طرف قرآن عربی وحی کیا تاکہ تم مکہ اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو ڈراؤ۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ قرآن کا نزول آپ کے اوپر صرف اسلئے ہوا تاکہ آپ مکہ اور اس کے آس پاس کی بستیوں کو ڈرائیں یعنی زیادہ سے زیادہ اہل عرب کو ڈرانے کیلئے قرآن نازل ہوا۔ ساری دنیا کا نبی آپ کو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ من حولہا سے صرف مکہ کے آس پاس کی عربی بستیاں ہی مراد نہیں بلکہ مکہ معظمہ دنیا کی تمام بستیوں کے اعتبار سے اہم اور مرکز ہے اور من حولہا سے مراد دنیا کی اور تمام بستی والے ہیں۔ اس لئے کہ مکہ کے بہت سے ناموں میں سے یہاں ام القری (بستیوں کی جڑ) کے لفظ کو ذکر کرنا صاف

تما رہا ہے کہ یہاں مکہ اپنی اس شان مرکزیت کے ساتھ مراد جواسے دنیا کی تمام آبادیوں کے اعتبار سے حاصل ہے ورنہ اس کے مشہور ناموں کو چھوڑ کر اس غیر معروف لقب کو بیان کرنا قرآن کے اسلوب بیان اور انتہائی بلاغت کے بالکل خلاف ہوگا۔ پس اس آیت سے صرف مکہ اور اس کے آس پاس کی عربی ہی بستیاں مراد لینا قطعاً غلط ہے۔

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے جب بھی انکا مدعیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس آیت سے تو اتنا ہی ثابت ہوا کہ آپ عرب کے لئے منذر ہیں باقی دوسری جگہ کیلئے آپ کا نبی ہونا یہ دوسری آیت سے ثابت ہے۔ اللہ رب العزۃ نے فرمایا وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا۔ یعنی ہم نے تم کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم نے عرب کیلئے آپ کی بعثت کو مان لیا تو تمام دنیا کیلئے بھی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ کذب کے ساتھ تو نبی کو متہم نہیں کر سکتے۔ آپ کو اپنے دعوی میں صادق ماننا ضروری ہے اور نہ ماننا کفر ہے اور آپ سے تواتر کے ساتھ بعثت عامہ کا دعویٰ ثابت ہو چکا ہے تو آپ کے لئے بعثت عامہ ثابت ہوئی اور یہی مقصود ہے فللہ الحمد۔

دوسری آیت جسکو وہ لوگ بعثت کو خاص عرب کیلئے ہونے پر استدلال میں پیش کرتے ہیں یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم یعنی تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے آئے۔ کہتے ہیں کہ یہ خطاب خاص اہل عرب کیلئے ہے کیونکہ آپ عربی ہی تھے۔ لیکن یہ استدلال بھی انکا صحیح نہیں اسلئے کہ جواباً کہا جا سکتا ہے کہ یہ خطاب اہل عرب ہی کیلئے کیوں خاص کیا جا رہا ہے یہ کیوں جائز نہیں کہ تمام دنیا کو خطاب ہوا اور اس کلام سے مقصود اس غلط اعتقاد کا ازالہ ہو جو زمانہ دراز سے ان کے ذہن نشین ہو چکا تھا کہ "بشر نبی نہیں ہو سکتا" اور اس سے غرض اطاعت کی ترغیب ہے کیونکہ نبی اگر کوئی فرشتہ ہوتا تو اس سے استفادہ کرنے میں جی گھبراتا کیا معنی بلکہ ممکن ہی نہ ہوتا اسلئے رب العزت نے فرمایا کہ انسانو! یہ تو تم ہی میں سے ہے یعنی بشر ہے۔ (۳) تیسری آیت یہ ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ یعنی اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ میں نے ہر نبی کو ان کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا یعنی جس قوم کی طرف نبی مبعوث ہوتا تھا اسی قوم کی زبان میں اس کے اوپر وحی نازل ہوئی تھی۔ اب میدان صاف ہے کہ قرآن چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا اس لئے عرب ہی کے لئے خاص ہوگا۔

لیکن کسی انصاف پسند مطالب قرآن سے واقف پر یہ حقیقت مخفی نہ ہوگی کہ "قومہ" سے اہل دعوت مراد لینا بالکل غلط ہے بلکہ اس سے مراد اہل و عیال اور اہل بلد ہیں ہر نبی پر اس کے اہل بلد ہی کی زبان میں وحی نازل ہوتی تھی تاکہ وہ اس کو سمجھیں اور پھر دوسروں تک پہنچا سکیں۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ خاتم النبین کے قبل جو انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے وہ خاص اپنی قوم و اہل و عیال ہی کی طرف مبعوث ہوئے لیکن آپ کی نبوت اس باب میں دوسروں سے ممتاز ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی - کان کل نبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی کل احمر واسود - حاصل یہ ہے کہ میں چند امور میں دوسرے انبیار سے ممتاز ہوں ایک یہ ہے ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن میں عرب وعجم سب کی طرف مبعوث ہوں - مروی ہے کہ احمر سے مراد جن اور اسود سے مراد انسان ہے تو اس صورت میں آپ کی رسالت جن وانس دونوں کو شامل ہوگی اور صحیح حدیث سے بلکہ آیات قرآنیہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے - قرآن میں ہے کہ جن کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن سنا اور حدیث سے ان سے بیعت لینا بھی ثابت ہے - بلکہ اس رحمت کا عموم تمام مخلوق کیلئے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا وما ارسلناك الا رحمة للعالمین یعنی ہم نے تجھے تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور عالم کا اطلاق اللہ کے سوا جمیع اشیار پر ہوتا ہے -

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ صف انبیا میں

(از حافظ عبد الخالق صاحب خلیق جے پوری متعلم دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ماقبل جتنے انبیار دنیا میں مبعوث ہوئے - ان تمام میں جتنی خوبیاں اور جو جو خصوصیات پائی جاتی تھیں وہ تمام کی تمام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات واحد میں پائی جاتی ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بعض زائد چیزیں بھی آپ میں موجود ہیں جو کسی نبی میں نہیں پائی جاتیں ان تمام سے قطع نظر کرتے ہوئے میں اس وقت صرف چند انبیار کو آپ کے سامنے پیش کرونگا جس سے حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا - لیکن اس کا مقصود نعوذ باللہ کسی نبی کی شان کی تنقیص یا اس پر اعتراض نہیں ہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تشریح وتعیین ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض یعنی ہم (اللہ) نے انبیا میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے - سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو لیجئے - آدم علیہ السلام کی بہت سی فضیلتیں ہیں اور وہ تمام کی تمام فضیلتیں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بطریق اتم واکمل موجود تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا (یعنی آدم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے تمام اسمار کی تعلیم دی) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کا استاد ہے اور آدم علیہ السلام شاگرد ہیں - اسی طرح آنحضورؐ کے متعلق فرمایا وعلمك مالم تكن تعلم (یعنی) وہ وہ باتیں سکھائیں جو تم نہیں جانتے تھے -

بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ بھی فرمایا گیا ویعلمکم الکتب والحکمة ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (سورہ بقرہ رکوع ۱۸) (یعنی یہ رسول وہ ہے جو تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ایسے آئین وقوانین بتاتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی) اس جگہ رب العزت نے نبی کریم صلعم کو تمام جہان کا استاد